مولانا عزیز زبیدی
واربرٹن۔ شیخوپورہ

دوامِ حدیث

حکمران اور اندیشے

۱۔ عن ثوبان :

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیَ الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ (دارمی)

گمراہ حکمران :

فرمایا : اپنی امت کے سلسلہ میں مجھے تو بس (ان کے) گمراہ حکمرانوں کا اندیشہ ہے۔

گمراہ وہ ہوتا ہے جس کے سامنے منزلِ حق نہ ہو اور جتنی ہو وہ اسکی اپنی پسند کی ہو۔ حق سے غافل اور اس سلسلہ کی اپنی ذمہ داریوں سے وہ بے پرواہ رہتا ہے۔ اس کے سامنے پہلے اپنی ذات ہوتی ہے۔ پھر وہ جو اس کے جی حضوری ہوں، خدا اور اس کا رسولؐ، ان کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ اگر اس سے اس کا اپنا بھی بھلا ہوتا ہو تو بسر وچشم، ورنہ تو کون، میں کون!

فرمایا : مجھے اندیشہ ہے کہ ایسے حکمران اور سیاسی رہنما میری امت پر چھا جائیں گے کہ پھر وہی ہو گا جس سے امت کا دنیوی اور اخروی مستقبل تباہ ہو گا ——— اگر غور سے دیکھا جائے تو امتِ مسلمہ عرصۂ دراز سے کچھ اسی قسم کے دور سے گزر رہی ہے۔ اور یوں گزر رہی ہے کہ اب احساسِ زیاں بھی باقی نہیں رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۲۔ عن کعب بن مالکؓ عن ابیہ قال :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ (ترمذی)

حبِ جاہ ومال : ——— فرمایا :

"بکریوں کے ریوڑ میں اگر دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنی تباہی نہیں مچا سکیں گے جتنی انسان کی حبِ جاہ و مال اس کے دین کے لئے تباہ کن ہو سکتی ہے"۔

اقتدار اور دھن کا بے قابو ہوکا اور خبط جس وقت اپنی بہار پر ہوتا ہے تو اس وقت انسان خدا اور رسول کی رداءِ عظمت کو بھی بیچ کھاتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتا، آخرت کو تج دیتا ہے، مکارمِ اخلاق اور روحانی اقتدار کا مسئلہ اس کے سامنے کوئی مسئلہ نہیں رہتا۔

ہمارا یہ دور بالخصوص اس کا نمونہ ہے۔ جو سیاستدان ہے، کرسی اور دھکی کے پیچھے بدحواس ہو رہا ہے، جو حکمران ہیں وہ ملک اور قوم کا کاروبار کر رہے ہیں، جو حکام ہیں نوے درجہ بے شرم اور بے خدا ہیں۔ تھوک کے بیوپاری ہیں، ان کے دفتر ان کی تجارتی منڈیاں اور ہٹ ہیں۔ اور جو مال دار ہیں وہ ع

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

. . . کا کورس بجا رہے ہیں۔ اور جو عوام ہیں وہ خواص کا رونا روتے ہیں کہ وہ تنہا دادِ عیش دینے اور مزے لوٹ رہے ہیں۔ ہمیں ان میں وہ شریک نہیں کرتے ___ ان کو بھی خدا اور رسول یاد نہیں رہا، وہ بھی انہی بے خدا لوگوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جن کو وہ دن رات کوستے رہتے ہیں۔ ہاں چند ایسے لوگ ضرور رہ گئے ہیں جو ان سے بیزار ہیں مگر کڑھنے اور جلنے کے سوا ان کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے ع

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو؟

بہرحال بایں ہمہ، ایں ہم غنیمت است! ___ اس وقت کا خیال کیجئے جب یہ بھی نہ رہینگے۔ ان حالات میں اسلام کے بہی خواہوں کا فریضہ ہے کہ اپنی تسبیح کے منتشر دانوں کو منظم کریں اور متحد ہو کر اس صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کریں اور جو نادان دوست اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا کر ملتِ اسلامیہ کو دعوتِ انتشار دیتے ہیں ان کو ہوش میں لانے کے لئے جدوجہد کو تیز کر دیں۔

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ عِصَابَةٍ وَفِيهِمْ مَنْ هُوَ أَرْضَى لِلّٰهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ"۔

رواہ الحاکم۔

اندھے ریوڑیاں بانٹتے ہیں :

فرمایا :

"جس نے اقتدار اپنے ملقہ اور گروہ میں سے کسی ایسے شخص کے حوالے کیا۔ جس سے بہتر شخص بھی اس میں موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور ملتِ اسلامیہ کی خیانت کی۔"

یقین کیجئے، یہی کچھ آجکل ہو رہا ہے۔ یہ سیاسی اندھے استحقاق پر نظر نہیں رکھتے، بلکہ اقتدار کی ریوڑیاں اپنے ہی اندھوں میں بانٹ رہے ہیں۔ اور جو باصلاحیت لوگ ہیں اور جن کی وجہ سے ملک، قوم اور دین کا بھلا ہو سکتا ہے وہ ان کو نظر نہیں آتے بلکہ ان کو دھکے دے دیکر نکال باہر کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں تاکہ انکو کوئی ٹوکنے والا نہ رہے۔

۴۔ "عن جابر قال :

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "کَیْفَ تُقَدَّسُ اُمَّۃٌ لَا یُؤْخَذُ مِنْ شَدِیْدِھِمْ بِضَعِیْفِھِمْ" (رواہ ابن حبان)

وفی روایۃ الطبرانی عن معاویۃ قال :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا تُقَدَّسُ اُمَّۃٌ لَا یُقْضٰی فِیْھَا بِالْحَقِّ وَلَا یَاْخُذُ الضَّعِیْفُ حَقَّہٗ مِنَ الْقَوِیِّ غَیْرَ مُتَعْتَعٍ قال المنذری ورواتہ ثقات ورواہ البزار بنحوہ من حدیث عائشۃ مختصرا والطبرانی من حدیث ابن مسعود باسناد جید ورواہ ابن ماجۃ مطولا من حدیث ابی سعید۔

وہ امت کیسے پاک ہو سکتی ہے ؟

فرمایا : "وہ امت کیسے پاک ہو سکتی ہے جس میں طاقتور سے کمزور کا حق نہ دلوایا جا سکے ؟"

ایک اور روایت میں ہے : " وہ امت کبھی پاک نہ ہو گی جس میں حق کے مطابق فیصلے نہ کئے جاتے ہوں اور نہ کمزور طاقتور سے جان جوکھوں میں ڈالے بغیر اپنا حق لے سکتا ہو "

تقدیس کا مفہوم یہ ہے کہ حکم کی بجا آوری کیلئے چیزوں کو پاک وصاف کرنا اور رکھنا۔ علامہ راغب " وَنُقَدِّسُ لَکَ " کے تحت لکھتے ہیں :

"نُطَھِّرُ الاشیاء ارتساما لک" (مفردات)

ابو مسلم لکھتے ہیں: کہ "اپنے افعال کو گناہوں سے پاک رکھتے ہیں تاکہ غیر کی آمیزش نہ رہے۔"

"نطهر افعالنا من ذنوبنا حتی تکون خالصة لك" (تفسیر کبیر للرازی)

امام بیضاوی لکھتے ہیں:

"قدس الارض اذا ذهب فيها وابعد" (بیضاوی، آیت "ونقدس لك")

"زمین پر چلا اور دور تک چلا گیا۔"

پھر فرماتے ہیں "جو اللہ کی تقدیس کرتے ہیں گویا کہ وہ بھی ناپاک امور اور اقذار کو شئے سے دور لے جاتے ہیں۔"

"ويقال قدس اذا طهر لان مطهر الشئ مبعده عن الاقذار" (ایضاً)

یہاں پر ہم نے "قدسیت" کے مفہوم کو واضح کرنے کیلئے اس کی تشریح کی تفصیل لمبی پیش کی ہے تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ امت کی تقدیس اور پاک ہونے کے کیا معنی ہیں، گویا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ امت کیسے تیار ہوگی جو چار دانگ عالم پھیل کر حق کا بول بالا کر سکے گی اور زندگی کے پاک نمونہ کے ذریعے شہادتِ حق کا فریضہ ادا کر کے خلق خدا پر اتمامِ حجت کر سکے گی؟ کیونکہ جہاں آنکھوں میں حق کی شرم نہیں رہتی وہاں ان سے اتمامِ حق کی توقع کرنا عبث ہوتا ہے۔ ہمیں یاد پڑتا ہے کہ:

مسلم لیگ نے پاکستان کی جب تحریک چلائی تھی تو "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!" کا نعرہ بھی بلند کیا تھا۔ اس موقع پر ایک دیدہ ور شخصیت اور علماء حق کی ایک عظیم جماعت نے اپنا یہ اندیشہ مسلم لیگ کے سامنے پیش کیا تھا کہ "اس وقت جو ٹیم پاکستان کی تحریک چلا رہی ہے ان کی اپنی زندگی "ننگِ لا الٰہ الا اللہ" ہے۔ جو نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے۔ علاوہ ازیں جو لوگ اپنے چار فٹ کی قامت پر "لا الٰہ الا اللہ" نافذ نہیں کر سکے وہ اتنی بڑی عظیم مملکت پر اسے نافذ کرنے کی توفیق کیسے پائیں گے۔" اس کا جواب اور تو ان سے بن نہ پڑا البتہ یہ ڈھکوسلا تیار کر کے ان مخلصین کو بدنام کرنا ضرور شروع کر دیا کہ یہ لوگ پاکستان کے مخالف ہیں۔ غور فرمائیے! جب نیت ٹھیک نہ ہو تو ایک عظیم حقیقت کو کس طرح ایک گالی بنا دیا جاتا ہے؟

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس "حقیقتِ کبریٰ" کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی آپ دیکھ سکتے ہیں وہ کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے — فیصلے حق کی بنیاد پر نہیں ہو رہے بلکہ منہ ملاحظہ یا سیم و زر کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ ورنہ ایک غریب اور کمزور انسان کم از کم

اپنا حق لینے سے قاصر نہ رہتا۔

۵۔ عن ابن عمرٍو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَلرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ" رواہ ابوداؤد

فی روایۃ ابن حبان:

"اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ"

وفی روایۃ عن ثوبان:

"والرائش یعنی الذی یمشی بینھما" (احمد)

رشوت:

فرمایا: رشوت لینے والا (المرتشی) اور رشوت دینے والا (الراشی) اور (ایک روایت میں) دونوں کے درمیان سودا بنانے والے پر (خدا کی) لعنت! ـــــ اور ایک روایت میں ہے، راشی اور مرتشی (دونوں) دوزخی ہیں۔

رشوت دراصل اس معاملے اور صلے کا نام ہے جو کسی کو محض اس کے منصب کے بدلے میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ مادی چیز ہو یا غیر مادی۔ مثلاً محض قرب سلطان یا قربِ حاکم کے چسکے کے لئے، مادی مفاد نہ سہی!

یہی بات ان کیلئے کیا کم ہے کہ وہ دھونس جمانے کو اربابِ اختیار سے تعلقات کی پینگیں بڑھاتے اور ان سے سلسلہ جنبانی جاری رکھتے ہیں۔ کبھی سلام و دعا کے پیامات اور جی حضوری کے دوسرے مناظر سے ان کو رام کرنے کیلئے پاپڑ بیلتے رہتے ہیں اور کبھی ان کے اعزاز میں مختلف تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں۔

قال الخولی:

لایھدای الیہ الا لغرض وھو اما التقوی بہ علی الباطل او التوصل بالھدیۃ الیٰ حقہ واقل الاحوال ان یکون طالبا الزلفی الیہ وتعظیمہ والاستطالۃ علی خصومہ اولامن من مطالبتھم لہ فیحتشمہ من کان لہ علیہ حق وھذہ الاغراض کلھا تؤول الیٰ ما آلت الیہ الرشوۃ" (الادب النبوی)

اس لئے وزارت اور حکومت میں شمولیت کے بعد ان کیلئے جو افطار پارٹیاں یا ان کے اعزاز کے سلسلے کی جو دوسری تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں، ان میں سے اکثر اسی کے تحت آجاتی ہیں۔ بہرحال حکام

با حکمرانوں کے حصول التفات کیلئے جو بھی مساعی انجام دی جاتی ہیں عموماً وہ رشوت کی ہی مختلف شکلیں ہیں۔ یہ وہ بیماری ہے جس کی بعض صورتیں تو محسوس ہوتی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو عوام کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں حالانکہ وہ اونچے درجے کی رشوتیں ہی ہوتی ہیں ـــــ اس سے حقداروں کے حق الجھ کر ہو گئے ہیں، برسوں ناصیہ فرسا رہنے کے باوجود ان کا حصول حقداروں کیلئے جوئے شیر لانے والی بات بن گیا ہے۔ اس سے حرام خوروں کا ایک ایسا ٹولہ پیدا ہو گیا ہے جس نے بہتر سے بہتر قانون سازی اور آئین سازی کے مکرمات کو بے اثر اور بیکار کر کے رکھ دیا ہے۔ ایسے حکمران اور حکام ملک اور قوم کیلئے خدا کا عذاب ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کیلئے سزا جتنی سنگین تجویز کی جائے اتنی ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیئے کہ کسی کی تقرری کرتے وقت اس شخص کی پرائیویٹ زندگی کے سلسلے میں مناسب اطمینان حاصل کرنے کا بھی اہتمام کیا کرے۔ جہاں دوسرے سیاسی مقاصد کیلئے سی۔ آئی۔ ڈی کی فوج ظفر موج کی ریل پیل رہتی ہے، وہاں اگر اس کیلئے بھی کوئی مناسب انتظام کر لیا جائے تو کیا حرج ہے؟ کم از کم اس کیلئے محلہ، گاؤں کے خطیب یا کسی دیندار شخص کی تصدیق کا ہی اہتمام کر لیا جائے تو راشیوں میں معتد بہ کمی واقع ہو سکتی ہے۔ گو ان خطیب اور علماء سے بھی فروگزاشت ممکن ہے تاہم اس کے مثبت نتائج خاصے مفید برآمد ہونگے۔ ان شاء اللہ!

ہر امیدوار کیلئے نمازی اور قرآن خواں ہونا ضروری قرار دیا جائے۔ اگر اس میں کمی رہ جائے تو اسے نااہل قرار دیا جائے۔ حضور علیہ السلام کے پاس جبریل امین تشریف لائے اور آ کر بعض فتنوں کی آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے سن کر استفسار فرمایا "تو ان سے خلاصی کی کوئی صورت؟" فرمایا:
"اللہ کا قرآن!"

۶۔ "عن ابن عباس قال نزل جبریل علیہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخبرہ انہ ستکون فتن، قال فما المخرج منھا یا جبریل؟ قال کتاب اللہ!" (رزین)

کیونکہ قرآن حکیم کی تعلیم خون و پوست کا جزو بن جاتی ہے۔

۷۔ "عن ابی ھریرۃ قال:
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ فِي شَبِيْبَتِهٖ اِخْتَلَطَ الْقُرْآنُ بِلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ" (رواہ البیھقی فی المختصر)

فرمایا: "جس نے جوانی میں قرآن سیکھا تو قرآن مجید اس نوجوان کے پوست اور خون کا

حصہ بن جاتا ہے "

پس اس دور میں ضروری ہے کہ تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ انکو "عاملِ قرآن" بنانے کا بھی اہتمام کیا جائے۔

۸۔ "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْهُ وَ قُوْمُوْا بِهٖ" (ترمذی)

۹۔ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ يُوْصِيْ رَجُلًا لَا تَعْتَرِضْ فِيْمَا لَا يَعْنِيْكَ وَاعْتَزِلْ عَدُوَّكَ وَاحْذَرْ خَلِيْلَكَ إِلَّا الْأَمِيْنَ وَلَا أَمِيْنَ إِلَّا مَنْ خَشِيَ وَلَا تَصْحَبْ فَاجِرًا كَيْ تَتَعَلَّمَ مِنْ فُجُوْرِهٖ وَلَا تُفْشِ إِلَيْهِ سِرَّكَ وَاسْتَشِرْ فِيْ أَمْرِكَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ" (مؤطا محمد)

اسلامی شورائیہ:

ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"بیکار باتوں کے پیچھے نہ پڑا کر، (جان و ایمان) کے دشمن سے الگ رہ، اپنے جگری دوست سے بھی ہوشیار رہا کر، ہاں امین ہو تو ٹھیک ہے۔ اور امین وہ ہوتا ہے جس کے دل میں خوفِ خدا ہو ۔ اور کسی بے شرم شخص کی یاری سے (بھی) پرہیز رکھ تاکہ اس کی خو بو تم میں سرایت نہ کر جائے اور نہ اس کو راز دار بنا! — اپنے معاملہ میں صرف ان لوگوں سے مشورہ کیا کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں!"

پہلی اسلامیہ جمہوریہ کے دوسرے فرمانروا امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کا یہ وہ شاہی فرمان ہے جس کی قیامت تک آنے والی ہر اسلامیہ جمہوریہ پابند ہے — ملتِ اسلامیہ کے شورائیہ کے لئے بے قید انتخاب کا سلسلہ، اسلامیہ جمہوریہ کے ساتھ وہ سب سے بڑا اور شرمناک مذاق ہے جس کی مضرت کا ابھی تک احساس نہیں کیا گیا۔ ایسے بے خدا، جاہل، فضول، مسرف اور ناکارہ لوگوں کو انتخاب لڑنے اور قومی اسمبلی میں جا دھمکنے کے مواقع مہیا کیے جاتے ہیں کہ ؎

جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

اب ایسے انتخاب کے سلسلے میں ایک منزل متعین کی جائے تاکہ اس کے مناسب حال شورائیہ کے لئے مناسب آدمیوں کا انتخاب کیا جا سکے، اور جو اسلامیہ جمہوریہ کی منزل اور شب و روز کے اعتبار سے نااہل ہوں، ان پر انتخاب لڑنے کے دروازے بالکل بند کر دیئے جائیں ورنہ اسلام کا نام لینا چھوڑ

دیا جائے!

۱۰۔ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِیْبًا فَکَانَ فِیْمَا قَالَ "اِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ، اَلَا فَاتَّقُوْا الدُّنْیَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ" (سنن ابن ماجۃ)

اب ہم تمہیں دیکھیں گے، کیا کرتے ہو؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو اس میں فرمایا:

"دنیا سرسبز و شاداب اور میٹھی سی چیز ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا وارث بنانے والا ہے، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو! —— خبردار! دنیا سے بچو، عورتوں سے بچ کر رہو!"

فوجی حکمران ہوں یا قومی اتحاد کے نمائندہ تاجدار، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے طبقہ کی جگہ لا بٹھایا ہے جو دنیا سے بچ سکا نہ عورت کے فتنہ سے! —— اب آپ کو دیکھنا ہے کہ کیا کرتے ہو؟ بہرحال ان کا انجام آپ کے سامنے ہے، اگر آپ نے بھی ہوش سے کام نہ لیا تو پھر یاد رکھئے!

ع تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

آخر میں ہم ان سے اقبال کی زبان میں یہ عرض کریں گے کہ ؎

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

اِن اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون —— فھل من مدّکر؟